ہے اور اسے تیمار دار کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ مریمؑ بنت عمران کو اس کی تیمارداری کے لئے روانہ کرتا ہے اور وہ اس کی تیمارداری کرتی ہے۔اس وقت میری بیٹی بارگاہ احدیت میں یوں رازونیاز کر رہی ہے۔

''خدایا! میں زندگی سے سیر ہوچکی ہوں، میں تھک چکی ہوں اہل دنیا سے میں نے بہت سے دکھ اٹھائے ہیں اب مجھے میرے والد کے ساتھ ملحق فرما۔''

اللہ اسے مجھ سے ملحق کرے گا وہ میرے خاندان میں سب سے پہلے میرے پاس غمگین اورمحزون حالت میں آئے گی کہ اس کا حق غصب کیا جاچکا ہوگا اور اسے مارڈالا گیا ہوگا۔ اور میں اس وقت خدا کے حضور عرض کروں گا۔

''خدایا جن لوگوں نے اس پر ظلم کیا ہے انہیں اپنی رحمت سے دور فرما اور جن لوگوں نے اس کا حق غصب کیا ہے ان سے پورا بدلہ لے۔ جن لوگوں نے اسے پریشان کیا ہے انہیں ذلیل وخوار فرما اور جنہوں نے اس کے پہلو کو زخمی کیا ہے اور جنہوں نے اس کے حمل کو ساقط کیا ہے انہیں ہمیشہ کے لئے دوزخ میں داخل فرما''۔

اس وقت فرشتے میری دعا کی قبولیت کے لئے آمین کہیں گے۔

بنی ھاشم لاتطمعواالناس فیکم ولاسیماتیم بن مرۃ او عدی

فما الامر الافیکم والیکم ولیس لھا الا ابوحسن علی

ابا حسن فاشدد بھاکف حازم فانک بالامرالذی ترتجی ملی

اے بنی ہاشم! اپنی خلافت کے متعلق لوگوں کو کسی طرح کی طمع کا موقع نہ دو اور بالخصوص تیم، بن مرہ اور قبیلہ عدی کے افراد کو ہرگز خلافت کی طمع کا موقع نہ دو۔

امر خلافت کا تعلق صرف تم سے ہے اور اس کا حق دار صرف ابوالحسن علیؑ ہے۔

ابوالحسنؑ! خلافت کے ذریعہ سے اپنے پنجہ کو محکم اور مضبوط کرو۔ کیونکہ آپ جس خلافت کے امیدوار ہیں آپ ہی اس کے صحیح مستحق اور حقدار ہیں۔

پھر اس نے آواز دے کر کہا: بنی ہاشم، اولادِ عبدمناف! کیا تم لوگ اس بات پر راضی ہو کہ اونٹ کا باپ جو کہ خود پست اور جس کا باپ پست ہے، وہ تمہارا حاکم بن جائے؟

خدا کی قسم! اگر آپ چاہیں تو میں مدینہ کی گلیوں کو پیادہ اور سواروں سے بھردوں جو کہ انہیں مشکل میں ڈال دیں۔

(ابوسفیان کی اس پیشکش کے مقاصد سے بخوبی آگاہ تھے) امیر المومنینؑ نے ابوسفیان سے فرمایا:

واپس چلا جا! خدا کی قسم جو کچھ تو کہہ رہا ہے خدا کی رضا کے لئے نہیں کہہ رہا۔ تو ہمیشہ سے مسلمانوں کو دھوکہ اور فریب دیتا رہا۔ ہم رسول خداؐ کی تجہیز وتکفین میں مصروف تھے اور ہر شخص اپنے عمل کا بدلہ پائے گا۔ اللہ رنج اٹھانے والوں کا ولی اور یاور ہے۔

ابوسفیان مایوس ہوکر مسجد نبوی میں گیا وہاں اس نے دیکھا کہ بنی امیہ جمع ہیں۔ اس نے بنی امیہ کو خلافت حاصل کرنے کی ترغیب دی لیکن انہوں نے اس کی پیروی نہ کی اور یوں وہ فتنہ برپا ہوا جس نے تمام افراد کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، شیطان نے تسلط قائم کرلیا اور ظالم آپس میں متحد ہوگئے اور مومن پریشان اور بے حال ہوگئے اور یوں قرآن مجید کی اس آیت ''واتقوا

والے افراد (منافقین) نے نہ تو تکبیر کہی اور نہ ہی نماز قائم کی۔

ان کی صلاح اندیشی نے ان سے یہ فعل کرایا ان کی اس تدبیر اور صلاح اندیشی پر ہلاکت ہو۔

عتبہ بن ابوسفیان بن عبدالمطلب نے سقیفہ کی کاروائی کی ان الفاظ سے مذمت کی تھی۔

وکان ولی الامر من بعد احمد   علی وفی کل المواطن صاحبه

وصی رسول الله حقا وصهره   واول من صلّی ومن لان جانبه

محمد مصطفیٰؐ کے بعد ان کا قائم مقام علیؑ ہے اور وہ تمام نشیب وفراز میں حضور کا ساتھی رہا ہے۔

وہ رسول اللہؐ کا حقیقی وصی ہے اور وہ ان کا داماد ہے اور سب سے پہلے نماز پڑھنے والا وہی ہے اور اپنے پہلو کو رسول خداؐ کے لئے نرم کرنے والا وہی ہے۔

رسول اکرمؐ کے چچا عباسؓ بن عبدالمطلبؓ نے سقیفہ کی کاروائی کی مذمت اپنے ان اشعار سے کی تھی:

عجبت لقوم امروا غیرهاشم   علی هاشم رهط النبی محمد

ولیس ابا کفاء لهم فی عظیمة   ولا نظرآ ء فی فعال وسؤدد

مجھے ان لوگوں پر تعجب ہے جنہوں نے غیر ہاشمی کو رسول خدا محمدؐ کے خاندان بنی ہاشم پر حاکم مقرر کر دیا۔

حالانکہ غیر ہاشمی عظمت مقام اور کردار وسیادت میں بنی ہاشم کی نظیر اور مثال نہیں ہیں۔

عتبہ بن ابی لہب نے کہا تھا:

تولت بنو تیم علی هاشم ظلما   وذادوا علیا عن امارته قدما

ولم یحفظواقربی نبی قریبة   ولم ینفسوا فیمن تولاهم علما

بنی تیم نے بنی ہاشم پر ظلم کر کے حکومت حاصل کر لی اور انہوں نے علیؑ کو اس اقتدار سے ہٹا دیا جو کہ پہلے سے طے شدہ تھا۔

سب سے پہلی نماز پڑھی اور خدا کا تقویٰ اختیار کیا۔

اگر تم علی کی بیعت کرلو تو تم اپنے نبی کے بعد ہدایت کے راستے پر گامزن ہوسکو گے اور اس سے تمہارا متفرق شیرازہ (پھر) جمع ہوسکے گا۔

امیرالمومنینؑ جو کہ فاطمہ بنت اسد کے فرزند ہیں اگر تم پر کوئی مصیبت نازل ہوئی تو وہ تم پر زیادہ شفیق اور مہربان ثابت ہوں گے۔

زفر بن حارث بن حذیفہ انصاری نے کہا تھا:

فحوطوا علیا وانصروہ فانہ وصی وفی الاسلام اوّل اوّل

فان تخذلوہ والحوادث جمّۃ فلیس لکم فی الارض من متحوّل

تم لوگ علی کے ارد گرد جمع ہوجاؤ اور اس کی مدد کرو کیونکہ وہ رسول خداؐ کا وصی ہے اور سابقین اولین کا پہلا فرد ہے۔

اگر تم نے انہیں تنہا چھوڑ دیا تو پھر بہت سے حوادث جنم لیں گے اور ان حوادث کو تم سے دور کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔

ابوسفیان صخر بن حرب بن امیہ نے یہ اشعار کہے تھے:

بنی ھاشم مابال میراث احمد تنقل عنکم فی لقیط وجابل

اعبدمناف کیف ترضون ما اری وفیکم صدود المرھفات الاواصل

فدی لکم امّی اثبتوا وثقوابنا وبالنصر مناقبل فوت المحاتل

متیٰ کانت الاحساب تغدوبہا لکم متیٰ قرنت تیم بکم فی المحافل

یُحاذی بہا تیم عدیا وانتم احق واولی بالامور الاوائل

اے بنی ہاشم! تم سے احمدؐ کی میراث کیونکر چھین لی گئی اور رذیل اور جاہل قبائل میں کیونکر منتقل ہوگئی؟

اولاد عبدمناف! مجھے تعجب ہے کہ جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں تم اس سے راضی کیسے ہوئے

جبکہ تمہارے اندر برجستہ شخصیات اور کاٹ دار تلواریں موجود ہیں۔

میری ماں تم پر فدا ہو معاملات کی باگ دوڑ سنبھالنے کے لئے ثابت قدم رہو اور ہم پر اور ہماری مدد پر بھروسہ کرو اس سے قبل کہ پر فریب وقت ہاتھ سے نکل جائے۔

وہ کون سے صاحبان مقام ہیں جو تمہاری برابری کر سکتے ہیں اور کس محفل میں تیم کا قبیلہ تمہارے برابر ہوا ہے؟

البتہ تیم اور عدی ایک جیسے قبائل ہیں۔ (اور ان کے افراد بھی ایک جیسے ہیں) جب کہ تم لوگ اہم امور میں ان سے زیادہ حقدار اور بہتر ہو۔

یہ اشعار بھی ابوسفیان کے ہیں:

واضحت قريش بعد عِزُ ومنعة　　خضوعاً لتيم لا بضرب القواضب

فيا لهف نفسي للذى ظفرت به　　ومازال　فيهافائز　بالرغائب

عزت دار جمندی کے بعد قریش، تیم قبیلہ کے سامنے بغیر کسی شمشیر زنی کے جھک گئے۔

ہائے افسوس بنی تیم نے خلافت حاصل کر کے قریش کو کامیابیوں سے محروم کر دیا۔

خزیمہ بن ثابت نے سقیفہ کے روز یہ اشعار کہے تھے:

ماكنت احسب هذا الامر منتقلا　　عن هاشم ثم منها عن ابى حسن

اليس اول من صلى بقبلتكم　　واعلم الناس بالقرآن والسنن؟

وآخر الناس عهدا بالنبى ومن　　جبريل عوناله فى الغسل والكفن

ماذاالذى ردّكم عنه فنعرفه　　هاانّ بيعتكم من اغبن الغبن

مجھے تو یہ گمان بھی نہ تھا کہ خلافت بن ہاشم اور بالخصوص حضرت علیؑ سے منتقل ہو جائے گی۔

تو کیا علیؑ وہ پہلا شخص نہیں تھا جس نے تمہارے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی اور کیا وہ قرآن اور سنتوں کا سب سے زیادہ جاننے والا نہیں ہے؟

اور کیا علیؑ ہی وفات پیغمبر کے وقت آخر تک نبی اکرمؐ کے ساتھ نہ رہا تھا اور کیا نبیؐ

کے غسل وکفن میں جبریلؑ اس کا مددگار نہ تھا؟

آخر وہ کون سی چیز تھی جس نے تمہیں علیؑ سے منحرف کر دیا۔ کچھ بتاؤ تا کہ ہمیں بھی تو پتہ چلے۔ آگاہ رہو تمہاری یہ بیعت بدترین نقصان ہے۔

بعض افراد مندرجہ بالا اشعار کی نسبت عتبہ بن ابی لہب کی طرف دیتے ہیں۔

خزیمہ بن ثابت نے ام المومنین عائشہ سے خطاب کر کے کہا تھا:

اعایش خلی عن علی وعتبة بما لیس فیه انما انت والدة

وصی رسول الله من دون اهله وانت علی ما کان من ذاک شاهدة

اے عائشہ! علیؑ کو رہنے دے اور جو چیز اس میں موجود ہی نہیں اس کی عیب جوئی نہ کر اور تو فقط ماں ہے۔

علی ہی رسول خداؐ کی وصی ہیں جب کہ دوسرے افراد خاندان وصی پیغمبر نہیں ہیں اور تو خود اس واقعہ کی گواہ ہے کہ رسول نے انہیں اپنا وصی بنایا تھا۔

عمرو عاص کو ملامت کرتے ہوئے نعمان بن عجلان انصاری نے واقعات سقیفہ کی یوں مذمت کی:

وقلتم حرام نصب سعد ونصبکم عتیق بن عمرو کان حلاً ابابکر

فاهل ابابکرلها خیر قائم وان علیا کان اجدرُ بِالامر

فکان هوانا فی علیّ وانه لآهل لها یا عمرو من حیث لاتدری

تم کہتے ہو کہ سعد بن عبادہ کو خلافت کے لئے منصوب کرنا حرام ہے۔ لیکن تم نے ابوبکر عتیق بن عمرو کو خلیفہ بنالیا تو کیا یہ حلال ہے؟

تم نے خلافت کے لئے ابوبکر کو بہتر جانا ہے جب کہ حقیقت یہ ہے علیؑ ہی ہر لحاظ سے خلافت کا مستحق ہے۔ یہ علیؑ کی ایک طرح کی توہین ہے۔ صرف علیؑ ہی حقدار خلافت ہے۔ یہ وہ مسئلہ ہے جسے عمرو تو نہیں جانتا۔

فرزند کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں:

اہل سنت کی کتابوں میں جو عجیب ترین چیز میں نے ملاحظہ کی ہے اور جسے طبری نے اپنے تاریخ میں منتقل کیا ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے:

پیغمبر اسلامؐ نے پیر کو رحلت فرمائی اور بدھ کے دن یا رات کے وقت ان کی تدفین ہوئی۔ یعنی تین دن تک جنازہ مبارک گھر میں رکھا رہا۔

ایک اور روایت میں واضح الفاظ میں کہا گیا ہے کہ آنحضرت کا جنازہ تین دن تک گھر میں رکھا رہا بعد میں دفن ہوا۔ (سید ابن طاؤس نے اپنے بیٹے سے خطاب کو جاری رکھتے ہوئے مزید لکھا):

ابراہیم ثقفی نے کتاب ''المعرفۃ'' کی جلد چہارم میں بیان کیا ہے:

بالتحقیق رسول خداؐ کا جنازہ تین دن تک گھر میں رکھا رہا بعد میں آپ کے جنازے کو دفن کیا گیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگ حضرت ابوبکر کی خلافت اور بیعت میں مصروف ہو گئے تھے۔ تیرے جد علیؑ یہ نہیں کر سکتے تھے کہ رسولؐ کے جنازے کو چھوڑ کر چلے جائیں اور نہ ہی یہ کر سکتے تھے کہ قوم کے نماز جنازہ پڑھنے سے پہلے آنحضرت کو دفن کر دیں اور وہ اس سے محفوظ نہ تھے کہ اگر آنحضرتؐ کو دفن کر دیں تو ان کو قتل کر دیا جائیگا یا رسول اللہؐ کی قبر کو کھول کر آپؐ کا جنازہ باہر نکالا جائے گا اس بہانہ کہ علیؑ نے آنحضرتؐ کو وقت دفن سے پہلے دفن کر دیا یا اس بہانے کہ جہاں آنحضرت کو دفن کرنا چاہئے تھا وہاں نہیں کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اپنی رحمت سے دور رکھے جنہوں نے پیغمبر اسلام کو بستر علالت پر چھوڑ دیا تھا۔ اور رہبر متعین کرنے لگ گئے تھے۔ جب کہ امامت و قیادت کی اصل بنیاد تو نبوت و رسالت تھی اور ان لوگوں کی اس جلدی کی وجہ صرف اور صرف یہی تھی کہ کہیں اقتدار اہل بیت کے پاس نہ چلا جائے۔

فرزند عزیز! خدا کی قسم! مجھے ان صحابہ کی مروت و عقل اور مردانگی پر تعجب ہے جنہوں

فرزند کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں:

اہل سنت کی کتابوں میں جو عجیب ترین چیز میں نے ملاحظہ کی ہے اور جسے طبری نے اپنے تاریخ میں منتقل کیا ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے:

پیغمبر اسلامؐ نے پیر کو رحلت فرمائی اور بدھ کے دن یا رات کے وقت ان کی تدفین ہوئی۔ یعنی تین دن تک جنازہ مبارک گھر میں رکھا رہا۔

ایک اور روایت میں واضح الفاظ میں کہا گیا ہے کہ آنحضرت کا جنازہ تین دن تک گھر میں رکھا رہا بعد میں دفن ہوا۔ (سید ابن طاؤس نے اپنے بیٹے سے خطاب کو جاری رکھتے ہوئے مزید لکھا):

ابراہیم ثقفی نے کتاب ''المعرفۃ'' کی جلد چہارم میں بیان کیا ہے:

بالتحقیق رسول خداؐ کا جنازہ تین دن تک گھر میں رکھا رہا بعد میں آپ کے جنازے کو دفن کیا گیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگ حضرت ابوبکر کی خلافت اور بیعت میں مصروف ہو گئے تھے۔ تیرے جد علیؑ یہ نہیں کر سکتے تھے کہ رسولؐ کے جنازے کو چھوڑ کر چلے جائیں اور نہ ہی یہ کر سکتے تھے کہ قوم کے نماز جنازہ پڑھنے سے پہلے آنحضرت کو دفن کر دیں اور وہ اس سے محفوظ نہ تھے کہ اگر آنحضرتؐ کو دفن کر دیں تو ان کو قتل کر دیا جائیگا یا رسول اللہؐ کی قبر کو کھول کر آپؐ کا جنازہ باہر نکالا جائے گا اس بہانہ کہ علیؑ نے آنحضرتؐ کو وقت دفن سے پہلے دفن کر دیا یا اس بہانے کہ جہاں آنحضرت کو دفن کرنا چاہئے تھا وہاں نہیں کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اپنی رحمت سے دور رکھے جنہوں نے پیغمبر اسلام کو بستر علالت پر چھوڑ دیا تھا۔ اور رہبر متعین کرنے لگ گئے تھے۔ جب کہ امامت و قیادت کی اصل بنیاد تو نبوت و رسالت تھی اور ان لوگوں کی اس جلدی کی وجہ صرف اور صرف یہی تھی کہ کہیں اقتدار اہل بیت کے پاس نہ چلا جائے۔

فرزند عزیز! خدا کی قسم! مجھے ان صحابہ کی مروت و عقل اور مردانگی پر تعجب ہے جنہوں

نے رسول خداؐ کے عظیم ترین احسانات کا اس شکل میں بدلہ دیا اور آنحضرتؐ کے متعلق اس طرح کی جسارت کی۔

امام زین العابدینؑ کے فرزند حضرت زید شہید نے کیا ہی خوبصورت جملہ کہا تھا:

"والله لو تمكن القوم ان طلبوا الملک بغير التعلق باسم رسالته كانوا اقدعدلوا عن نبو ته" خدا کی قسم! اگر رسول اللہؐ کی نبوت کے تعلق کے حوالہ کے بغیر حکومت حاصل کرنا ممکن ہوتی تو یہ لوگ آنحضرتؐ کی نبوت کا ہی سرے سے انکار کر دیتے۔

اپنے بیان کو جاری رکھتے ہوئے سید ابن طاؤس مزید لکھتے ہیں:

رحلت کے بعد پیغمبر اکرمؐ کے حقوق ہیں اور خاص طور پر رحلت کے دن آنحضرتؐ کا امت پر یہ حق تھا کہ آنحضرتؐ کی وفات کی خبر سن کر تمام مسلمان خاک بلکہ ریت پر بیٹھتے اور مصیبت زدہ افراد جس طرح سے سیاہ لباس استعمال کرتے ہیں وہ بھی اسی طرح کا لباس پہن کر اپنی سوگواری کی کیفیت کا اظہار کرتے اور آنحضرتؐ کی وفات کے دن شدت غم سے کھانے پینے سے احتراز کرتے اور تمام مرد وزن ملکر آنحضرتؐ کی نوحہ خوانی کرتے اور گریہ و زاری کی آوازیں بلند کرتے کیونکہ اس دن سے زیادہ مصیبت کا دن نہ پہلے آیا اور نہ ہی بعد میں آئے گا۔

سقیفہ — براء بن عازب صحابی پیغمبر کی نظر سے[1]

ابن ابی الحدید اور سُلیم بن قیس نے براء بن عازب سے نقل کیا۔ انہوں نے کہا: مجھے ہمیشہ سے بنی ہاشم کے دوستوں اور خیرخواہوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ جب آنحضرتؐ کی وفات ہوئی تو اس خوف سے کہ کہیں منصب خلافت کسی دوسری جگہ نہ چلا جائے میں بڑا حیران و

۱۔ براء بن عازب کا تعلق انصار کے قبیلے اوس سے تھا اور وہ آنحضرتؐ کے وفادار صحابی تھے۔ اکثر غزوات میں شریک رہے۔ حضرت علیؑ کے خاص اصحاب میں ان کا شمار کیا جاتا تھا۔ ۲۴ھ میں ان کی زیر قیادت رے فتح ہوا۔ زندگی کے آخری ایام میں انہوں نے کوفہ میں رہائش اختیار کر لی تھی اور مصعب بن زبیر کے عہد حکومت میں ان کی وفات ہوئی۔ اسد الغابہ جلد اول ص ۱۷۱ (مترجم فارسی)

پریشان تھا چنانچہ رسول خداؐ کے گھر جاتا اور آنحضرتؐ کے خاندان کو غسل وکفن کی تیاریوں میں دیکھتا اور پھر وہاں سے دوڑ کر سقیفہ جاتا اور وہاں جاکر دیکھتا کہ لوگ تعیین خلیفہ میں مصروف ہیں۔ انصار مہاجرین پر اپنا اقتدار قائم کرنا چاہتے تھے اور مہاجرین انصار پر مسلط ہونا چاہتے تھے۔ اسی مباحثہ میں کافی وقت گزر گیا۔ مجھے مشاہیر قوم اور ابوبکر وعمر دکھائی نہ دیئے کہ اچانک میں نے سنا کہ تمام لوگ سقیفہ میں جمع ہو چکے ہیں۔ اور ایک دوسرے شخص نے پکار کر کہا لوگوں نے ابوبکر کی بیعت کر لی۔

اس کے تھوڑی دیر بعد میں نے ابوبکر وعمر وابوعبیدہ بن جراح کو ایک جماعت کے ساتھ دیکھا انہوں نے صنعانی لباس پہنے ہوئے تھے اور انہیں راستے میں جو بھی ملتا اسے فریب دے کر خوشی وناخوشی پکڑ کر لاتے اور اس کا ہاتھ ابوبکر کے ہاتھ پر رکھ دیتے اور اس سے بیعت لے لیتے۔

یہ منظر دیکھ کر میری عقل جواب دے گئی پھر میں ڈھیروں غم لئے ہوئے خانہ پیغمبرؐ کی طرف آیا اور یہاں آکر میں نے دیکھا کہ بنی ہاشم نے جنازۂ پیغمبر کے غسل وکفن کے لئے گھر کا دروازہ بند کیا ہوا تھا میں نے زور سے دروازے پر دستک دی اور چیخ کر کہا: لوگوں نے ابوبکر کی بیعت کر لی ہے۔

یہ سن کر رسول خداؐ کے چچا عباسؓ نے کہا: ''**تربت ایدیکم الی آخرالدھر**'' تمہارے ہاتھ ہمیشہ کے لئے خاک آلود ہو گئے (اب تم کبھی بھی اچھائی نہ پاسکو گے کیونکہ لوگوں نے نبی اکرمؐ کے فرمان پر توجہ نہیں کی اور مقام رہبری سے انحراف کیا)۔

بیعت بنی ہاشم

علامہ طبرسی نے کتاب الاحتجاج اور ابن قتیبہ دینوری نے الامامۃ والسیاسۃ میں نقل کیا ہے: ''جب امیر المؤمنینؑ، رسول خداؐ کی تجہیز وتکفین سے فارغ ہوئے تو غمگین اور سوگوار چہرہ لئے ہوئے مسجد میں آکر بیٹھ گئے۔ بنی ہاشم ان کے اردگرد بیٹھ گئے اور زبیر بن عوام بھی آپ کے

قریب بیٹھ گئے۔ مسجد کے دوسرے کونے میں بنی امیہ حضرت عثمان کے گرد حلقہ بنائے بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک اور کونے میں بنی زہرہ عبدالرحمٰن بن عوف کے گرد حلقہ بنائے ہوئے بیٹھے تھے۔ اور یوں مسجد میں اس وقت کئی حلقے بنے ہوئے تھے۔ اسی اثناء میں ابوبکر، عمر اور ابوعبیدہ بن جراح مسجد میں داخل ہوئے اور کہا کہ تم علیحدہ علیحدہ گروہ بنا کر کیوں بیٹھے ہو۔ اٹھو اور ابوبکر کی بیعت کرو کیونکہ انصار اور دوسرے لوگوں نے ان کی بیعت کر لی ہے۔

یہ سنتے ہی عثمان اور عبدالرحمٰن اپنے ساتھیوں سمیت اٹھے اور انہوں نے ابوبکر کی بیعت کر لی۔

حضرت علیؑ اور بنی ہاشم مسجد سے نکل کر حضرت علیؑ کے گھر میں جمع ہو گئے زبیر بھی ان کے ساتھ تھے۔

حضرت عمر ایک جماعت لے کر حضرت علیؑ کے گھر کی طرف روانہ ہوئے جس میں حضرت ابوبکر کی بیعت کرنے والے افراد تھے جن میں اسید بن حضیر اور سلمہ بن سلامہ نمایاں تھے۔

جب یہ لوگ دروازۂ علیؑ پر آئے تو دیکھا وہاں بنی ہاشم جمع تھے۔ آنے والوں نے بنی ہاشم سے کہا: لوگ ابوبکر کی بیعت کر چکے ہیں تم بھی ان کی بیعت کرو۔ یہ سن کر زبیر کھڑے ہوئے اور انہوں نے اپنی تلوار بلند کی۔

حضرت عمر نے کہا: اس پر حملہ کرو اور اس کے شر سے ہمیں محفوظ رکھو۔

سلمہ بن سلامہ دوڑ کر زبیر کے پاس گیا اور ان کے ہاتھ سے تلوار چھین لی حضرت عمر نے سلمہ کے ہاتھ سے تلوار لے کر اسے زمین پر اتنا مارا کہ وہ ٹوٹ گئی۔[1]

بعد ازاں ان لوگوں نے بنی ہاشم کا محاصرہ کر لیا اور انہیں پکڑ کر مسجد میں حضرت ابوبکر کے پاس لے گئے اور ان لوگوں سے کہا گیا:

لوگ ابوبکر کی بیعت کر چکے ہیں تم بھی ان کی بیعت کرو۔ خدا کی قسم! اگر تم نے

۱۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، جلد ششم، ص ۴۸۔ تاریخ طبری

سرتابی کی تو تمہارا فیصلہ تلوار کرے گی۔

جب بنی ہاشم نے حالات کی نزاکت ملاحظہ کی تو وہ ایک ایک کرکے ابوبکر کے پاس آئے اور ان کی بیعت کی۔

خانۂ علیؑ و بتولؑ پر یلغار

علامہ طبرسی نے احتجاج میں عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے نقل کیا ہے۔ اس نے کہا:

عمر بن خطاب نے اپنے دامن کو مضبوطی سے باندھا اور مدینہ میں گھومنے لگے اور بلند آواز میں کہنے لگے:

لوگ ابوبکر کی بیعت کر چکے ہیں۔ تم لوگ بھی تیزی سے ابوبکر کی بیعت کرو۔ لوگ خوف زدہ ہوکر ابوبکر کی بیعت کرنے لگے۔

حضرت عمر کو اطلاع ملتی کہ ایک گروہ اپنے گھروں میں چھپا ہوا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی جماعت کو لے کر ان پر یلغار کرتے اور انہیں بزور طاقت مسجد میں لے کر آتے اور ان سے حضرت ابوبکر کی بیعت لیتے۔

کئی روز تک یہی حالات رہے پھر عمر ایک بڑی جماعت لے کر حضرت علیؑ کے دروازے پر آئے اور ان سے مطالبہ کیا کہ وہ گھر سے نکل کر ابوبکر کی بیعت کریں۔

حضرت علیؑ نے ان کا مطالبہ مسترد کردیا۔

عمر نے لکڑیاں اور آگ لانے کا حکم دیا اور کہا: **والذی نفس عمر بیده لیخرجن اولاحرقنه علی مافیه** ''اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں عمر کی جان ہے یا تو یہ لوگ گھر سے باہر نکلیں گے یا میں اس گھر کو اس کے مکینوں سمیت جلادوں گا۔[1]

بعض حاضرین نے عمر سے کہا: ''اس گھر میں رسول خداؐ کی بیٹی فاطمہؑ اور ان کے

1۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید معتزلی۔ جلد ششم۔ ص ۴۸۔ تاریخ طبری

نواسے حسنؑ وحسینؑ اور آثار رسولؐ بھی ہیں۔''

حضرت عمر نے اپنے ساتھیوں سے کہا: تم نے کیا سوچا ہے تمہارا کیا خیال ہے کہ میں ایسا کام کروں گا میرا مقصد انہیں ڈرانا ہے جلانا نہیں۔

حضرت علیؑ نے پیغام بھیجا: ''میرا گھر سے باہر آنا ممکن نہیں کیونکہ میں قرآن مجید کو جمع کرنے میں مصروف ہوں جب کہ تم نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا ہے اور تم دنیا سے دل لگا چکے ہو۔ میں قسم کھا چکا ہوں جب تک قرآن مجید جمع نہ کرلوں گا اس وقت تک نہ تو گھر سے باہر نکلوں گا اور نہ ہی اپنے کاندھوں پر عبا ڈالوں گا۔ اس وقت حضرت فاطمہؑ بنت پیغمبر اٹھیں اور دروازے کی اوٹ کے قریب کھڑی ہوئیں اور لوگوں سے کہا: میں نے تم جیسی بے وفا قوم نہیں دیکھی۔ تم نے رسول خداؐ کے جنازے کو چھوڑ دیا اور اپنے معاملات خود ہی حل کرلئے اور تم نے ہم سے مشورہ تک نہ کیا اور تم نے ہمارے حق کو فراموش کردیا ہے۔ تمہاری حالت یہ ہے کہ گویا تمہیں روز غدیر کے واقعہ کا علم تک نہیں ہے۔ خدا کی قسم! رسول خداؐ نے اس دن علیؑ کی ولایت اور دوستی کا لوگوں سے عہد لیا تھا تاکہ خلافت کے متعلق تمہاری امید کو ختم کیا جاسکے۔ لیکن تم نے پیغمبر اکرمؐ سے اپنے تمام تعلقات منقطع کرلئے ہیں۔ واللّٰہ حسیب بیننا وبینکم فی الدنیا والاخرۃ اللہ دنیا وآخرت میں ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا۔

کے مقام سے محروم نہ رکھو اور ان کے حق کو پامال نہ کرو۔

گروہ مہاجرین! خدا کی قسم تمہارے درمیان مقام خلافت کے ہم ہی زیادہ حقدار ہیں کیونکہ ہم اہل بیت پیغمبر ہیں اور امر خلافت کے لئے تم سے زیادہ حقدار ہیں۔

انصار سے نصرت طلبی

ابن قتیبہ ان واقعات کو تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضرت علیؑ اپنی زوجہ حضرت فاطمہ زہراؑ کو رات کے وقت سواری پر بٹھا کر انصار کی مجالس میں لے جاتے تھے اور حضرت فاطمہؑ انصار سے اپنے شوہر کی مدد کا مطالبہ کرتی تھیں۔

وہ لوگ جواب میں کہتے تھے: دختر پیغمبرؐ! اب تو ہم اس شخص کی بیعت کر چکے ہیں اگر آپؑ کے شوہر ابوبکر سے پہلے ہمارے پاس پہنچ جاتے تو ہم ان کی بات کو تسلیم کرتے اور ان کی رہبری کو قبول کر لیتے۔

حضرت علیؑ ان کے جواب میں فرمایا کرتے تھے:

کیا میں رسول خداؐ کا جنازہ ان کے گھر میں غسل وکفن کے بغیر چھوڑ کر اور انہیں دفن کئے بغیر تمہارے پاس آتا اور لوگوں سے حکومت کے لئے جھگڑے کرتا پھرتا؟

حضرت فاطمہؑ فرماتی تھیں:

ابوالحسن کے لئے رسول خداؐ کی تجہیز وتکفین زیادہ ضروری تھی۔ لیکن مہاجرین و انصار نے جو کچھ کیا ہے اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ انہیں ضرور دے گا۔[1]

ابن قتیبہ بیعت علیؑ کے بارے میں لکھتے ہیں: یہاں تک کہ ابوبکر نے بیعت نہ کرنے والوں کی تلاش کی تو انہیں علیؑ کے نزدیک پایا۔ عمر کو ان کے پاس بھیجا۔ عمر، علیؑ کے دروزے پر آئے اور آواز دے کر کہا بیعت کے لئے باہر آؤ۔

۱۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، جلد ششم، ص۱۳، جلد یازدہم، ص۱۴۔

ان لوگوں نے علیؑ کے گھر سے نکلنے سے انکار کر دیا۔

عمر نے کہا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ اختیار میں میری جان ہے یا تو تم لوگ باہر آ جاؤ ورنہ میں اس مکان کو اس میں موجود افراد سمیت جلا دوں گا۔

حاضرین میں سے بعض نے عمر سے کہا: ''مگر اس گھر میں تو حضرت فاطمہؑ بھی موجود ہیں۔''

عمر نے کہا: ''وان'' وہ ہے تو بے شک ہوتی رہے۔

اس دھمکی کی وجہ سے گھر میں پناہ گزین افراد کو مجبوراً باہر آنا پڑا اور انہوں نے ابوبکر کی بیعت کی۔ مگر علیؑ باہر نہ آئے کیونکہ ان کے متعلق گمان تھا کہ وہ قسم کھا چکے ہیں کہ وہ اس وقت تک باہر نہ نکلیں گے جب تک قرآن مجید کو جمع نہ کر لیں۔

حضرت فاطمہؑ دروازہ کی اوٹ میں آ کر کھڑی ہو گئیں اور انہوں نے مہاجرین سے خطاب کر کے کہا: میں تم سے زیادہ وعدہ خلاف قوم کو نہیں جانتی۔ تم نے رسول خداؐ کا جنازہ ہمارے پاس رہنے دیا اور اپنے کام کے پیچھے چل پڑے۔ تم نے ہمارے بغیر ہی اپنے کام کی تکمیل کا اعلان کر دیا۔ ہمیں امر خلافت سے دور کر دیا، ہمارا حق پامال کیا اور اسے غصب کر لیا۔

جب عمر نے حضرت فاطمہؑ کی یہ باتیں سنیں تو ابوبکر کے پاس گئے اور اس سے کہا: آیا تو اس شخص (حضرت علیؑ) کو جو کہ بیعت کی مخالفت کر رہا ہے اپنے پاس کیوں طلب نہیں کرتا؟

ابوبکر نے اپنے ایک آزاد کردہ غلام ''قُنفُذ'' سے کہا:

تو علیؑ کے پاس جا اور ان سے کہہ کہ وہ ہمارے پاس آئیں۔

قُنفُذ حضرت علیؑ کے پاس آیا تو حضرت علیؑ نے کہا کہ تو کیا چاہتا ہے؟

قُنفُذ نے کہا: خلیفہ رسول آپ کو بلاتے ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: تم نے کتنی جلدی رسول خداؐ پر جھوٹ تراش لیا ہے (کہ اپنے آپ کو جانشین رسول کہنے لگ گئے)۔

قنفذ واپس آیا اور حضرت علیؑ کی گفتگو حضرت ابوبکر کو پہنچائی۔

حضرت علیؑ کی بات سن کر ابوبکر نے سخت گریہ کیا۔

عمر نے دوبارہ ابوبکر سے کہا: اس اختلاف کرنے والے شخص کو مہلت نہ دے۔

ابوبکر نے قنفذ سے کہا کہ علیؑ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ امیرالمؤمنین آپ کو بلاتے ہیں کہ آپ آ کر بیعت کریں۔

قنفذ آیا اور اس نے ابوبکر کا پیغام حضرت علیؑ کا پہنچایا۔

حضرت علیؑ نے بلند آواز سے کہا:

''**سبحان الله لقد ادعى ماليس له**'' تعجب ہے وہ اس مقام کا دعویٰ کرنے لگا ہے جس کا وہ اہل نہیں ہے۔

قنفذ واپس گیا اور حضرت علیؑ کے جواب سے انہیں مطلع کیا۔

یہ جواب سن کر ابوبکر بہت روئے۔

اب کی بار عمر اٹھے، ایک جماعت کو اپنے ساتھ لیا اور دروازہ فاطمہؑ پر پہنچ گئے اور دستک دی۔ جب فاطمہ زہراؑ نے ان کی بات سنی تو انہوں نے بلند آواز سے اپنے والد سے کہا: ''اباجان! اے رسول خداؐ! آپ کے بعد خطاب اور ابوقحافہ کے بیٹوں نے ہم پر کیسے ظلم کئے ہیں۔''

جب عمر کے ساتھیوں نے سیدہؑ کے رونے کی آواز سنی تو وہ بھی مغموم ہوئے اور رونے لگے اور وہ اتنا روئے کہ شدت گریہ سے ان کے دل پھٹنے کے قریب ہوگئے اور ان کے جگر میں سوراخ سا ہونے لگا۔ لیکن عمر چند افراد سمیت در بتول پر کھڑے رہے۔ انہوں نے علیؑ کو باہر نکالا کیا اور انہیں ابوبکر کے پاس لے گئے اور ان سے کہا کہ ابوبکر کی بیعت کرو۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں بیعت نہیں کرتا۔

انہوں نے کہا: خدا کی قسم اگر تم نے بیعت نہ کی تو ہم تمہاری گردن اتار دیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: اگر تم نے ایسا کیا تو تم ایک بندۂ خدا اور برادر رسولؐ کے قاتل

قرار پاؤ گے۔

عمر نے کہا: عبدالله فنعم واما اخو رسوله فلا بندہ خدا کی بات تو صحیح ہے لیکن ہم تمہیں رسول خداؐ کا بھائی نہیں مانتے۔

اس دوران ابوبکر بالکل خاموش بیٹھے ہوئے تھے اور کوئی بات نہیں کررہے تھے، عمر نے ان سے کہا: علیؑ کو بیعت کا حکم نہیں دو گے؟

ابوبکر نے کہا: جب تک علیؑ کے گھر میں فاطمہؑ موجود ہیں میں ان پر کوئی جبر نہیں کروں گا۔

حضرت علیؑ قبر پیغمبرؐ کے نزدیک آئے اور رو کر غمگین آواز میں کہا: یا بن ام ان القوم استضعفونی و کادوا یقتلوننی۔(الاعراف۔۱۵۰)

ماں جائے! لوگوں نے مجھے کمزور سمجھ لیا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کردیتے۔

ابوبکر کی سیدہؑ سے گفتگو

عمر نے ابوبکر سے کہا: ہمیں فاطمہؑ کے پاس لے چلو ہم نے اسے غضبناک کیا ہے۔ عمر اور ابوبکر دونوں مل کر دروازہ زہراؑ پر گئے اور داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ سیدہؑ نے انہیں داخل ہونے کی اجازت نہ دی۔ پھر وہ دونوں حضرت علیؑ کے پاس گئے اور اس سلسلہ میں ان سے گفتگو کی اور انہوں نے حضرت علیؑ کو اپنے اور حضرت سیدہؑ کے درمیان واسطہ بنایا۔

حضرت علیؑ نے حضرت سیدہؑ سے اجازت لے لی اور انہیں لے کر حضرت سیدہؑ کے پاس آئے۔ لیکن فاطمہ زہراؑ نے ان سے اپنا رخ موڑ لیا۔ انہوں نے سلام کیا۔ فاطمہ زہراؑ نے انہیں سلام کا جواب نہ دیا۔

ابوبکر نے کہا: رسول خداؐ کی محبوب ترین شخصیت! خدا کی قسم! رسول خداؐ کے رشتہ دار مجھے اپنے رشتہ داروں سے زیادہ عزیز ہیں اور آپ مجھے میری بیٹی عائشہ سے زیادہ پیاری ہیں۔

بیت الاحزان

مصنف
محدث اکبر شیخ عباس قمیؒ
(صاحب مفاتیح الجنان)

حسن علی بک ڈپو
بالمقابل بڑا امام باڑہ۔ کھارادر۔ کراچی۔ فون: ۲۴۳۳۰۵۵
E-mail: hassanalibookdepot@yahoo.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب	.... بیت الاحزان
تالیف	.... شیخ عباس قمیؒ
ترجمہ	.... محمد حسن جعفری
تصحیح	.... سید فیضیاب علی
طبع اول	.... ۲۰۰۳ء

میری تو حسرت رہی کہ رسول خداؐ زندہ رہتے، ان کی وفات کے دن میں مرجاتا اور ان کے بعد زندہ نہ رہتا۔ تو کیا آپ یہ سمجھتی ہیں کہ میں آپ کے فضائل پہچان کر بھی آپ کو میراث سے محروم کرسکتا ہوں؟

میں نے آپؑ کے والد رسول خداؐ سے سنا وہ کہتے تھے:

''لا نورث ما ترکناہ فھو صدقة'' ہم گروہ انبیاء کی کوئی میراث نہیں ہوتی ہم جو کچھ چھوڑ کر جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔

حضرت فاطمہؑ نے فرمایا: اگر میں اپنے والد کی حدیث تمہارے سامنے بیان کروں تو کیا تم تسلیم کرو گے؟

دونوں نے کہا: جی ہاں تسلیم کریں گے۔

حضرت فاطمہؑ نے کہا: میں تم دونوں کو خدا کا واسطہ دے کر پوچھتی ہوں کہ کیا تم نے رسول خداؐ کو یہ کہتے نہیں سنا تھا: ''رِضَا فاطِمَة مِن رِضَایَ وَسخَطِ فَاطِمَة مِن سَخطِی فَمَن اَحَبَّ فاطِمَة اِبنَتِی اَحبَّنِی وَمَن اَرضٰی فاطِمَة فَقَدارضَانِی وَمَن اَسخطَ فَاطِمَة فَقَد اَسخَطَنِی. یعنی فاطمہؑ کی رضامندی میری رضامندی اور فاطمہ کی ناراضگی میری ناراضگی ہے۔ جس نے میری بیٹی فاطمہؑ سے محبت کی تو اس نے مجھ سے محبت کی، جس نے فاطمہؑ کو راضی کیا اس نے مجھے راضی کیا اور جس نے فاطمہؑ کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔''

یہ سن کر دونوں نے کہا: جی ہاں! ہم نے یہ پیغمبر اکرمؐ سے سنا ہے۔

حضرت فاطمہؑ نے فرمایا: میں خدا اور اس کے فرشتوں کو گواہ کرکے کہتی ہوں کہ تم دونوں نے مجھے ناراض کیا ہے اور راضی نہیں کیا۔ میں تم دونوں کی اپنے والد رسول خداؐ سے شکایت کروں گی۔

ابوبکر نے کہا: میں خدا کی ناراضگی اور فاطمہؑ کی ناراضگی سے بچنے کے لئے خدا کی پناہ چاہتا ہوں۔

پھر ابوبکر اتنا روئے کہ قریب تھا کہ ان کی روح ان کے بدن سے نکل جاتی۔

پھر حضرت فاطمہؑ زہرا نے ان سے کہا: خدا کی قسم میں ہر نماز کے بعد تجھ پر بددعا کروں گی۔

ابوبکر روتے ہوئے بتولؑ کے گھر سے نکلے۔ لوگ ان کے گرد جمع ہوگئے تو انہوں نے لوگوں سے کہا: تم میں سے ہر شخص رات کو اپنی بیوی کے پہلو میں آرام کرتا ہے اور ایک دوسرے کے گلے میں بانہیں ڈال کر سوتا ہے اور اپنے خاندان کے ساتھ خوش ہے۔ لیکن تم نے مجھے ان مصائب میں پھنسا دیا ہے۔ مجھے تمہاری اس بیعت کی ضرورت نہیں ہے تم اپنی بیعت توڑ لو۔

لوگوں نے کہا: اے جانشین پیغمبر! تمہارے سوا خلافت کسی اور سے نہیں چل سکتی کیونکہ تم امور خلافت کو ہم سے بہتر جانتے ہو اور اگر تم نے امور خلافت سے ہاتھ کھینچ لیا تو اللہ کا دین تباہ ہوجائے۔

ابوبکر نے کہا: خدا کی قسم اگر مجھے دین کی رسی کمزور ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو جو کچھ میں فاطمہؑ سے سن کر آیا ہوں ایک رات بھی اس حالت میں بسر نہ کرتا کہ کسی مسلمان کے گلے میں میری بیعت کا قلادہ موجود ہو۔

ابن قتیبہ لکھتے ہیں: جب تک فاطمہؑ زندہ رہیں حضرت علیؑ نے حضرت ابوبکر کی بیعت نہ کی اور حضرت فاطمہؑ رسول خداؐ کی وفات کے بعد پچھتر دن سے زیادہ زندہ نہ رہیں۔ (انتہی کلامہ)

ابن عبدربہ اندلسی کا قول

احمد بن محمد قرطبی مروانی مالکی جوکہ ابن عبدربہ اندلسی کے لقب سے مشہور تھا (متوفی ۳۲۸ھ) اور وہ اہل تسنن کے بزرگ علماء میں سے شمار کیا جاتا ہے۔ اس نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ''العقد الفرید'' ہے اور وہ بہت اچھی کتاب سمجھی جاتی ہے، اس کتاب کی جلد دوم میں اس نے بیعت علیؑ کا تذکرہ کیا اور اس کی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے:

پھر ابوبکر اتنا روئے کہ قریب تھا کہ ان کی روح ان کے بدن سے نکل جاتی۔

پھر حضرت فاطمہؑ زہرا نے ان سے کہا: خدا کی قسم میں ہر نماز کے بعد تجھ پر بددعا کروں گی۔

ابوبکر روتے ہوئے بتولؑ کے گھر سے نکلے۔ لوگ ان کے گرد جمع ہوگئے تو انہوں نے لوگوں سے کہا: تم میں سے ہر شخص رات کو اپنی بیوی کے پہلو میں آرام کرتا ہے اور ایک دوسرے کے گلے میں بانہیں ڈال کر سوتا ہے اور اپنے خاندان کے ساتھ خوش ہے۔ لیکن تم نے مجھے ان مصائب میں پھنسا دیا ہے۔ مجھے تمہاری اس بیعت کی ضرورت نہیں ہے تم اپنی بیعت توڑلو۔

لوگوں نے کہا: اے جانشین پیغمبر! تمہارے سوا خلافت کسی اور سے نہیں چل سکتی کیونکہ تم امور خلافت کو ہم سے بہتر جانتے ہو اور اگر تم نے امور خلافت سے ہاتھ کھینچ لیا تو اللہ کا دین تباہ ہوجائے۔

ابوبکر نے کہا: خدا کی قسم اگر مجھے دین کی رسی کمزور ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو جو کچھ میں فاطمہؑ سے سن کر آیا ہوں ایک رات بھی اس حالت میں بسر نہ کرتا کہ کسی مسلمان کے گلے میں میری بیعت کا قلادہ موجود ہو۔

ابن قتیبہ لکھتے ہیں: جب تک فاطمہؑ زندہ رہیں حضرت علیؑ نے حضرت ابوبکر کی بیعت نہ کی اور حضرت فاطمہؑ رسول خداؐ کی وفات کے بعد پچھتر دن سے زیادہ زندہ نہ رہیں۔ (انتہی کلامہ)

ابن عبدربہ اندلسی کا قول

احمد بن محمد قرطبی مروانی مالکی جو کہ ابن عبدربہ اندلسی کے لقب سے مشہور تھا (متوفی ۳۲۸ھ) اور وہ اہل تسنن کے بزرگ علماء میں سے شمار کیا جاتا ہے۔ اس نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ''العقد الفرید'' ہے اور وہ بہت اچھی کتاب سمجھی جاتی ہے، اس کتاب کی جلد دوم میں اس نے بیعت علیؑ کا تذکرہ کیا اور اس کی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے:

حضرت ابوبکر کی بیعت کی مخالفت مندرجہ ذیل افراد نے کی تھی۔

علیؑ ، عباسؓ اور زبیرؓ حضرت فاطمہؑ کے گھر میں بیٹھ گئے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو ان کے پاس بھیجا کہ وہ انہیں گھر سے نکالیں اور انہوں نے حضرت عمر سے کہا تھا: اگر یہ لوگ باہر آنے سے انکار کریں تو ان کے ساتھ جنگ کرنا۔

عمر اپنے ساتھ آگ لے کر گئے تاکہ خانۂ فاطمہؑ کو جلا ڈالیں۔ حضرت فاطمہؑ اس کے سامنے آئیں اور اس سے فرمایا:

فرزند خطاب! تو اس لئے آیا ہے کہ ہمارے گھر کو آگ لگا دے؟

عمر نے کہا: جی ہاں! ورنہ دوسرے لوگوں کی طرح سے آؤ اور بیعت کرو۔

علیؑ گھر سے نکلے اور ابوبکر کے پاس گئے اور ان کی بیعت کی۔

مشہور مورخ مسعودی کی گفتگو

علی بن حسین مسعودی، عبداللہ بن مسعود کی اولاد میں سے تھے۔ انہوں نے ''مروج الذھب'' نامی کتاب لکھی۔ان کی کتاب پُر معنیٰ تصور کی جاتی ہے۔ وہ اپنی اس کتاب میں عبداللہ بن زبیر کے حالات میں لکھتے ہیں۔

عبداللہ بن زبیر نے مکہ میں جتنے بھی بنی ہاشم تھے ان سب کو گرفتار کر کے شعب ابی طالب میں جمع کیا۔ ان کے اردگرد اس نے بڑی مقدار میں لکڑیاں جمع کرادی تھیں اور اس کا ارادہ یہ تھا کہ اگر بنی ہاشم نے اس کی بیعت نہ کی تو وہ لکڑیوں کو آگ لگا دے گا۔ اور بنی ہاشم میں سے ایک فرد بھی زندہ نہ بچے گا۔ ان قیدیوں میں حضرت علیؑ کے فرزند محمد حنیفہ بھی تھے۔

مسعودی آگے نقل کرتے ہیں: امیر مختار نے ابوعبداللہ جدلی کو چار ہزار کا لشکر دے کر بھیجا اور وہ لشکر لے کر مکہ آیا اور اس نے بنی ہاشم کو اس ہلاکت سے نجات دلائی۔

مسعودی لکھتے ہیں: نوفلی نے اپنی کتاب میں حضرت عائشہ کے ایک عقیدت مند سے نقل کیا ہے کہ حماد بن سلمہ نے کہا عبداللہ بن زبیر کے اس فعل پر جب لوگ تنقید کرتے تھے تو اس کا بھائی عروہ بن زبیر اپنے بھائی کی وکالت کرتے ہوئے کہتا تھا:

لکڑیاں جمع کرنے سے عبداللہ کا مقصد بنی ہاشم کو خوفزدہ کرنا تھا اور انہیں جلانا مقصود نہ تھا اور وہ چاہتا تھا کہ اس طرح سے بنی ہاشم بیعت کریں۔ اور یہی عمل تو عمر بن خطاب نے بھی بنی ہاشم سے روا رکھا تھا اور اس نے بھی تو انہیں جلانے کے لئے لکڑیاں جمع تھیں کیونکہ وہ بیعت سے پس و پیش کر رہے تھے۔ (یعنی عبداللہ بن زبیر نے لکڑیاں جمع کر کے حضرت عمر کی سنت پر عمل کیا تھا)۔

پھر نوفلی نے لکھا: ان الفاظ کی شرح یہاں نہیں سما سکتی البتہ ہم نے مناقب اہل بیت اور ان کی سوانح حیات پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام "حدائق الاذھان" ہے۔ اس کتاب میں ہم نے ان الفاظ کا مقصد واضح کیا ہے۔

چند شیعہ علماء کی گفتگو

مذہب شیعہ کے بزرگ عالم سید مرتضیٰ علم الھدیٰ المتوفی ۴۳۶ھ اپنی کتاب الشافی میں خانۂ فاطمہ کے جلانے کے سلسلے میں قاضی القضاۃ کے کلام کی تردید کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

آگ لگانے کے واقعہ کو علمائے شیعہ کے علاوہ ایسے علمائے اہل سنت نے بھی بیان کیا ہے جو کہ اہل سنت کے نزدیک متہم نہیں ہیں اور کسی دلیل کے بغیر ان روایات کو رد کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

مشہور مورخ بلاذری اہل سنت کے قابل وثوق عالم ہیں اور علمائے اہل سنت ان کی بیان کردہ روایات کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ بلاذری پر تشیع کا الزام بھی نہیں ہے، اس بلاذری نے مدائنی سے نقل کیا ہے:

حضرت ابوبکر نے ایک شخص کو علیؑ کے پاس بھیجا تاکہ ان سے جبری بیعت لی جائے مگر علیؑ نے بیعت نہ کی۔ بعد میں عمر آگ کی کچھ مقدار لے کر علیؑ کے گھر کی طرف آئے اور حضرت فاطمہؑ کو ایک کونے میں بیٹھا ہوا دیکھا۔

حضرت فاطمہؑ نے اس سے کہا: فرزند خطاب! میں خیال کرتی ہوں کہ تو ہمارے گھر کو جلانے کے لئے آیا ہے۔ کیا ایسا ہی ہے؟

حضرت عمر نے جواب میں کہا: یہ کام تمہارے والد کی شریعت کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ اس وقت علیؑ گھر سے نکلے اور انہوں نے بیعت کی۔

اس روایت کو شیعہ راویوں نے مختلف اسناد وطرق سے بیان کیا ہے اور لطف یہ ہے کہ اہل سنت کے بزرگ محدثین نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے۔

ابراہیم سعید ثقفی نے اپنی اسناد سے امام جعفر صادق سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا:

واللّٰہ مابایع علیؑ حتیٰ رای الدخان قددخل بیتہ

خدا کی قسم! علیؑ نے مجبور ہوکر اس وقت بیعت کی جب انہوں نے دیکھا کہ ان کے گھر میں دھواں داخل ہو چکا ہے۔

سید ابن طاؤس کی گفتگو

ملت شیعہ کے مایہ ناز عالم دین سید ابن طاؤس المتوفی ۶۶۴ھ اپنی کتاب ''کشف المحجہ'' میں حضرت ابوبکر کی زندگی کی شرح اور ان کے لشکر اسامہ سے پیچھے رہنے اور سقیفہ میں غصب خلافت کے واقعات کے ضمن میں اپنے بیٹے کو خطاب کر کے لکھتے ہیں: اس نے ان امور کو تو سرانجام نہ دیا اس کی بجائے اس نے عمر کو تیرے باپ علیؑ اور تیری ماں فاطمہؑ کے دروازے پر بھیجا۔ اور اس وقت عباسؓ اور بنی ہاشم کی ایک جماعت علیؑ وبتولؑ کے پاس موجود تھی اور یہ لوگ تیرے نانا جناب رسولؐ کے سوگ میں وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔

حضرت ابوبکر نے ایک شخص کو علیؑ کے پاس بھیجا تا کہ ان سے جبری بیعت لی جائے مگر علیؑ نے بیعت نہ کی۔ بعد میں عمر آگ کی کچھ مقدار لے کر علیؑ کے گھر کی طرف آئے اور حضرت فاطمہؑ کو ایک کونے میں بیٹھا ہوا دیکھا۔

حضرت فاطمہؑ نے اس سے کہا: فرزند خطاب! میں خیال کرتی ہوں کہ تو ہمارے گھر کو جلانے کے لئے آیا ہے۔ کیا ایسا ہی ہے؟

حضرت عمر نے جواب میں کہا: یہ کام تمہارے والد کی شریعت کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ اس وقت علیؑ گھر سے نکلے اور انہوں نے بیعت کی۔

اس روایت کو شیعہ راویوں نے مختلف اسناد وطرق سے بیان کیا ہے اور لطف یہ ہے کہ اہل سنت کے بزرگ محدثین نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے۔

ابراہیم سعید ثقفی نے اپنی اسناد سے امام جعفر صادق سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا:

واللّٰہ مابایع علیؑ حتیٰ رای الدخان قددخل بیتہ

خدا کی قسم! علیؑ نے مجبور ہوکر اس وقت بیعت کی جب انہوں نے دیکھا کہ ان کے گھر میں دھواں داخل ہو چکا ہے۔

سید ابن طاؤس کی گفتگو

ملت شیعہ کے مایہ ناز عالم دین سید ابن طاؤس المتوفی ۶۶۴ھ اپنی کتاب ''کشف المحجہ'' میں حضرت ابوبکر کی زندگی کی شرح اور ان کے لشکر اسامہ سے پیچھے رہنے اور سقیفہ میں غصب خلافت کے واقعات کے ضمن میں اپنے بیٹے کو خطاب کر کے لکھتے ہیں: اس نے ان امور کو تو سرانجام نہ دیا اس کی بجائے اس نے عمر کو تیرے باپ علیؑ اور تیری ماں فاطمہؑ کے دروازے پر بھیجا۔ اور اس وقت عباسؓ اور بنی ہاشم کی ایک جماعت علیؑ وبتولؑ کے پاس موجود تھی اور یہ لوگ تیرے نانا جناب رسولؐ کے سوگ میں وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔

حضرت عمر نے آتے ہی حکم دیا کہ اگر یہ لوگ بیعت کے لئے گھر سے باہر نہ آئیں تو اس گھر کو جلا دو۔ جیسا کہ کتاب ''العقد الفرید'' کے مؤلف نے اپنی کتاب کی جلد چہارم میں اس کا ذکر کیا ہے اور اس کے علاوہ کچھ اور اہل سنت محدثین نے جو کہ کسی طور بھی تشیع کے الزام سے سے متہم نہیں ہیں اس کا تذکرہ کیا ہے اور جلانے کے متعلق جہاں تک میری تحقیق ہے آج تک کسی بھی بے رحم اور ظالم شخص نے انبیاء واوصیاء کو نہیں جلایا اور جلانے کا یہ کام صرف ان کے ہی مقدر میں آیا ہے۔ حد یہ ہے کہ آج تک کافر سلاطین کے بارے میں بھی یہ روایت نہیں پڑھی کہ انہوں نے بیعت نہ کرنے والے افراد کے گھر نذر آتش کئے ہوں۔ البتہ کافر سلاطین کی تاریخ میں دھمکیوں اور مار پیٹ اور قتل کرنے کے واقعات ضرور دکھائی دیتے ہیں لیکن جلانے کا کوئی واقعہ تاریخ میں دکھائی نہیں دیتا۔

اور اس سلسلے میں، میں تو یہ بھی کہتا ہوں:

ہمیں آج تک کسی ایسے پیغمبر یا حکمران کے متعلق یہ واقعہ کہیں بھی دکھائی نہیں دیتا کہ اس نے لوگوں کو غربت و ذلت اور خسارہ سے نجات دی ہو اور انہیں دنیا و آخرت کی سعادت کی رہنمائی کی ہو اور اللہ نے اس کی نبوت کی برکت سے جباروں کی سلطنت کا خاتمہ کیا ہو اور پھر وہ پیغمبر یا حکمران دنیا سے رخصت ہوتے وقت اپنی امت یا رعیت میں صرف ایک بیٹی چھوڑ کر گیا ہو اور وہ لوگوں سے یہ بھی کہہ کر گیا ہو:

یہ میری بیٹی دونوں جہان کی عورتوں کی سردار ہے۔ اور اس بیٹی کے دو لڑکے ہوں جن کی عمریں سات برس کے لگ بھگ ہوں، تو کیا اس پیغمبر کی امت یا ایسے کسی حکمران کی رعیت کو یہ بات زیب دیتی ہے کہ وہ اپنے محسن کا بدلہ چکانے کے لئے اس کی بیٹی اور اس کے نواسوں کو جلانے کے لئے آگ لے کر جائیں اور بالخصوص جب کہ وہ بیٹی اور اس کے بیٹے اس پیغمبر یا حکمران کے لئے روح و جان کا درجہ رکھتے ہوں؟